اسلام

اور

اسکے طریقۂ عبادت

پر

ایک پُر مغز و موثر لکچر

جسے

عالیجناب معلےٰ القاب صفی الدولہ حسام الملک نواب امیر محمد علیحسن خان بہادر دام اقبالہ

نے

ایک روزہ کشائی کی تقریب مین اپنے خاندان و اعزہ کی ایک مہذب زنانی محفل مین عالیمرتبہ خاتونون اور ادب آموز لڑکون اور لڑکیون کے سامنے موثر و نتیجہ بخش عنوان سے دیا تھا۔ اور شرفائے ہند کی تقریبون کے لیے ایک نہایت مہذب قابل اتباع نظیر پیدا کردی تھی

اور جو سنہ ۱۹۱۰ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان مین چھپا

اسلام

اور

اسکے طریقۂ عبادت

پر

ایک پُر مغز و موثر لکچر

جسے

عالیجناب معلّے القاب صفی الدولہ حسام الملک نواب امیر محمد علی حسین خان بہادر دام اقبالہ

نے

ایک وزہ کشائی کی تقریب مین اپنے خاندان و اعزہ کی ایک مہذب زنانی محفل مین عالیہ بیگمہ خاتونون اور ادب آموز لڑکون اور لڑکیون کے سامنے موثر و نتیجہ بخش عنوان سے دیا تھا۔ اور شرفائے ہند کی تقریبون کے لیے ایک نہایت مہذب قابل اتباع نظیر پیدا کردی تھی

اور جو سنہ ۱۹۱۰ء مین

دلگداز پریس احمد سید لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان مین چھپا

الحمد للہ کہ ہمارے لائق و شائستہ اُمرا و رؤسا کی بدولت ہماری تقریبوں اور شادیوں مین بجائے فضول رسموں اور طرح طرح کی جاہلانہ بدتمیزیوں کے مفید و نتیجہ بخش اور کام کی باتین عمل مین آنے لگی ہین۔

وہ کیسی مبارک و برگزیدہ زنانی محفل ہوگی جس مین ایک تقریب روزہ کُشائی کے موقع پر نواب والاتبار و رئیس عالی مقدار عالیجناب صفی الدولہ حسام الملک نواب ابو نصر میر محمد علی حسن خان بہادر دام اقبالہ نے اپنے خاندان کی معزز و محترم بیگموں اور ننھے ننھے بچوں کے سامنے یہ مذہبی و اخلاقی لکچر دیا تھا جس کے ذریعے سے دینداری کی ضرورت مذہبی فرائض، ارکان دین کے مصالح و اغراض، اور اسلام کے دینی و دُنیوی برکات نہایت عنوان شائستہ سے، اور بڑے موثر و معجز نما الفاظ مین بوضاحت بتائے گئے ہین۔ سچ یہ ہے کہ اگر غور و تامل کے ساتھ دیکھا جائے تو یہی ایک لکچر مسلمانون کو سچا مسلمان بنا دینے اور اُن کی دُنیا و آخرت سُدھار دینے کے لیے کافی ہے۔ بس اتنی ضرورت باقی ہے کہ خدا مسلمانون کو گوش شنوا عطا کرے۔ فقط۔

خاکسار محمد عبد الحلیم شرر۔

اس رسالہ مین دو تین جگہ آیات قرآنی غلط چھپ گئی ہین ناظرین مطالعہ سی پہلے انکی اصلاح کرلین

صفحہ ۶ - سطر ۱۴ - مین اَلَّا تَكَادُ السَّمٰوٰاتُ يَتَفَطَّرْنَ چھپ گیا ہے - اسکی جگہ اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ + بنا دیجیے -

صفحہ ۱۴ - سطر - ۲ - مین تَطَوَّعَ فَهُوَ چھپ گیا ہے اسکی جگہ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ بنا دیجیے -

صفحہ ۱۷ - سطر ۱۶ - مین مِنْ بَعْضِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِیَ چھپ گیا ہے اسکی جگہ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا مِنْ عِبَادِیَ بنا دیجیے -

میرے بچو اور عزیزو اور اسلامی بہنو اور بھائیو!!! ہم مسلمانون مین ماہ مبارک رمضان شریف کے موقع پر بالعموم اکثر قریب زمانۂ بلوغ بچون کی روزہ کشائی کی تقریب ہوا کرتی ہی۔ اور آج بھی ہم سب اسی تقریب مین جمع ہوئے ہین۔ ایسے موقع پر بچے جوان اور بوڑھے سب مل کر باہم خوشی منایا کرتے ہین جو دیندار لوگ ہین وہ یہ خیال کرکے کہ ہمارا بچہ خدائے سبحانہٗ تعالیٰ کے فرض ادا کرنے کے قابل ہوا خدائے پاک کا دلی احسانمندی کے ساتھ شکر بجالاتے ہین۔ جن لوگون کو دین کی پابندی کا چندان خیال نہین ہوتا وہ اسکو رسم مذہبی سمجھکر اور عزیزون اور دوستون سے مل کر دل خوش کرنے کا ایک ذریعہ جان کر خوشی خوشی لوگون کو اذن دیتے ہین جو کمسن بچے ہوتے ہین وہ اورون کی ریس اور اچھے اچھے کپڑون اور طرح طرح کی لذیذ افطاری اور کھانون کے شوق مین خوشیان مناتے ہین اور بڑے اشتیاق اور للک کے ساتھ دن گن گن کر اُس دن کے آنے کا انتظار کیا کرتے ہین جبدن اُنکو روزہ رکھوایا جائیگا سہیلیان یا دوست جمع ہونگے۔ نئے کپڑے پہنا کر اُن کو دولہا یا دُلھن

بنایا جائیگا اچھی اچھی مزیدار چیزین کھانے کو ملینگی - کچھہ نہ کچھہ لوگ بدقسمتی سے ایسے بھی
ہوتے ہین جنکو ماہ رمضان کے آنے کی خبر سنتے ہی ایک سناٹا سا ہو جاتا ہی اور ایک نئی
مصیبت آنے کا دھڑکا اُنکے دلون کو گھیر لیتا ہے اور بار بار اپنے دل مین کہتے ہین کہ
اے خدا تو تو بے نیاز ہی تجکو مہینہ بھر تک اپنے بندون کو بھوکا پیاسا رکھنے سے کیا فائدہ ؟ اگر
عمر بھر مین ایک مرتبہ یہ مصیبت اُٹھانا پڑتی تو مضائقہ نہین مگر یہ مصیبت تو دم کے ساتھہ ہی
انسان کہان تک اسکو بھگتے اُسپر طرہ یہ ہے کہ پانچون وقت کی نماز تلاوت قرآن مجید
اور تراویح کی بیگار مرے پر سو دُرّے - ایسے لوگ اگر روزہ رکھتے بھی ہین تو شرما شرمی
یا دل نخواستہ کھسیانی صورت انکو دن بھر کبھی بھوک کبھی پیاس کبھی پان وحقہ کی طلب
یہ ہی ذکر زبان پر جاری رہتا ہی - گویا وہ اپنے نزدیک خدا پر بہت بڑا احسان کر رہے ہین
یہ تو انکا حال ہے جو روزہ رکھتے ہین ورنہ اب تو عام حالت یہ ہے کہ سرے سے
مذہب ہی ایک بیکار چیز ہی - اور اگلے لوگون کا بنایا ہوا ایک ڈھکوسلا ہی - نہ نماز کی
ضرورت نہ روزے کی حاجت - ایسے لوگون کو تو روزہ دارون کا سامنھہ بنانا بھی
گران گذرتا ہے بلکہ جبکو روزہ دار دیکھتے ہین اُسپر دل ہی دل مین ہنستے ہین - اور
بے تکلف دوستون مین بیٹھکر پھبتیان اُڑاتے ہین کوئی اُنکو بے وقوف بناتا ہے -
کوئی حقارت کے لہجے مین مولوی اور ملا کا خطاب دیتا ہی - غرض ہزار مُنہ ہزار باتین افسوس
اور نہایت افسوس کی بات ہے کہ ان تمام لوگون مین خواہ وہ دیندار ہون یا دنیادار ہزار
مین شاید ایک بھی ایسا نہین کہ مذہبی احکام پر غور کرے اور حقیقت حال کا پتا لگائے -
دیندار لوگ اپنے خیال اور اپنے تقلیدی اعتقاد مین مگن ہین دنیادار اپنی خود غرضی
اور پیٹ کے دھندے مین شب و روز مصروف اُنکی بلا کو کیا غرض پڑی ہے کہ

اپنے ذاتی فائدہ کو چھوڑکر اور اپنی نفسانی خواہشون کا خون کرکے مذہب جیسی روکھی پھیکی بیکار چیز کی فکر مین پڑین (غمِ نداری بز بخر) ہے نوتعلیم یافتہ وہ پہلے ہی سے مذہب کو محض ایک فیشن جانتے ہین اور ایک ادنی سے ادنی یورپین کی تقلید کو حضرت امام ابو حنیفہ اور امام غزالی اور فخر رازی رضی اللہ عنہم کی پیروی پر ترجیح دیتے ہین نماز مین تو اُنکے نزدیک وقت ضایع ہوتا ہے - مگر بلیرڈ یا ٹیبل ٹاک مین جو وقت صرف ہوتا ہے وہ نہایت ہی مفید اور کارآمد امور مین گویا گذرتا ہے - بات بات پر تو اُنکو تحقیق کا دعوی ہے مگر ہر ہر قدم پر یورپ کی تقلید ہے یقولون ما لا یفعلون[۱] کیا کسی خاص مسئلہ مین اُنھون نے آج تک اپنی تحقیق سے کوئی اضافہ کیا ہے ؟ کیا آج تک کوئی مفید کارآمد چیزین اونھون نے ایجاد کرکے دنیا کو کوئی فائدہ پہونچایا ہے ؟ کیا ڈاکٹر پیری اور ڈاکٹر کک کیطرح کسی نئی سرزمین کا مثل قطب شمالی پتہ لگایا ہے - ؟

میرے بچو اور حاضرین !! اِنھین تمام حالات پر غور کرکے جنکو تم سُن چکے مین آج تمسے اسلام اور اُسکے طریقۂ عبادت کی خوبیان بیان کرنے اور سمجھانے کو کھڑا ہوا ہون تاکہ تم ٹھنڈے دل سے اُسپر غور کرو اور اُسپر عمل کرو - میرے لیے نہین نہین بلکہ ہر ایک باپ کے لیے اس سے زیادہ خوش نصیبی کی بات کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے بعد دنیا اور آخرت کی خوبیون سے مالامال چھوڑ جائے اور یہ بات اُسی وقت نصیب ہوسکتی ہے جبکہ خدا کے احکام پر آدمی نہ صرف رسم و رواج کے طور پر عمل کرے بلکہ اُسکی اصلی خوبی اور فائدے سے واقف ہوکر اسی طرح اُس پر عمل کرے جس طرح ایک بیمار اپنے فائدے کے لیے طبیب کے حکم پر عمل کرتا ہے سعدی رح نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

[۱] وہ بات کہتے ہین جو کرتے ہین ۱۲

مبادا دلِ آن فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

میرے بچو اور حاضرین !! یہ ہمارا زمانہ جو اسلام اور مسلمانون کے تنزل اور
بداقبالی کا زمانہ ہے ہم مسلمانون کے لیے نہایت تاریک نہایت خوفناک اور نہایت
ذلت و گمراہی کا زمانہ ہے۔ تمام مسلمان مجکو معاف کرین مین بلاخوفِ تردید کہتا ہون
کہ اس زمانے مین نہ امیرون کی حالت اچھی ہے نہ غریبون کی نہ دنیادارون کی حالت
اچھی ہے نہ دینداروں کی اسمین ذرہ برابر مبالغہ نہین کہ ہمارا اسلام وہ اسلام نہین ہو
جو عہد رسالت اور زمانۂ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا اسلام تھا ہمارا اسلام ہے
باپ دادا کی تقلید خود تراشیدہ یا غیر قومون کی رسوم کی پابندی نفسانی خواہشون کی
پیروی اوہام اور اقوال سلف و خلف کا مجموعہ۔ آج اگر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم یا
صحابۂ کبار اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم دنیا مین تشریف لے آوین اور ہمارے عقائد
و اعمال کو ملاحظہ فرمائین تو ہرگز یہ یقین نہ کرین کہ یہ لوگ ہماری امت ہین بلکہ ہمارے ساتھ
وہی معاملہ برتین جو گمراہ قومون کے ساتھہ پیش آیا تھا۔ اور ہم اُنکے طریقۂ اعمال کو
دیکھکر معاذ اللہ مثل کُفار مکہ کے پکار اُٹھین کہ "یہ تو جادوگر ہین یا مجنون"۔

اس زمانے مین لوگ جو امیر اور رئیس ہین وہ تو اپنے نشۂ حکومت اور امارت مین مغرور
و مدہوش نام و شہرت کی طلب مین سرگرم۔ اور ذی استحقاق لوگون کے غصب حقوق
مین دلیر اور نفسانی خواہشون کے پورا کرنے مین سب سے پیشرو ہین جو لوگ متوسط یا
غریب ہین وہ پیٹ کے دھندے مین باولے مذہب سے بددل جائز و ناجائز
سے بے پروا قابلیت و لیاقت سے محروم شرم و حیا سے معرا سوال اور مفت خوری کے
عادی جو لوگ دنیادار ہین وہ رشک و حسد بغض و کینہ طعن و تشنیع مسکرات اور طرح طرح کی

ناگفتہ بہ بداعمالیون مین مبتلا ہین اور جو لوگ بڑے مقدس عالم اور بڑے دیندار ہین
وقلیل ماھم ایسے لوگ تھوڑے ہی ہوا کرتے ہین اُنھون نے اپنے طرز عمل سے
مذہب کو رہبانیت ٹھہرا کر نوافل اوراد وظائف چلہ کشی اور مختلف ریاضتون کا وزن
اضافہ کرکے اور صدہا شرطین اور قیدین بڑہا کر اسلام کو ایسی پیچیدہ مشکل اور وحشتناک
صورت مین ظاہر کیا ہی کہ غیر قومون کا کیا ذکر خود مسلمانون نے اُسکو ایک پہاڑ کا بوجھ
سمجھکر جی چھوڑ دیا اور اپنے کو دنیادار کہکر گویا اس تکلیف ناقابل برداشت سے سبکدوش
کرلیا۔ تھوڑی دیر کو اگر فرض بھی کرلیا جاوے کہ سب مسلمان انھین دینداروں کے
اصول پر عمل کرکے اُن کے خیال کے مطابق پکے مسلمان بن جائین تمام دن مصلے
بچھائے ہزار دانے کی تسبیح گھنٹ گھٹاتے اور حق اللہ پاک ذات اللہ کے نعرے
لگاتے رہین تو دنیا کا کیا حال ہو اور حکیم قادر مطلق نے جن بیش بہا ذخیرون اور نامتناہی
نعمتون سے دنیا کو مالا مال کیا ہے اُن قیمتی ذخیرون اور نعمتون کی کیا دُرگت ہو سارا
دنیا ایک ویران چٹیل میدان بن جائے اور ہر طرف خاک اُڑتی اور سناٹے لوٹتے نظر آئین
نہ کہین سبزہ زار لہلہاتے دکھائی دین نہ عالیشان محل اور خوشنما عمارتین نظر پڑین تمام
جواہرات کانون مین بیکار دبے پڑے رہین تمام آبدار موتی سمندر کی تہ مین پڑے
سڑا کرین تمام خدا کی امانتین ضایع ہو جائین انواع و اقسام کی نایاب چیزین
رنگ برنگ کے پھل پھول طرح طرح کی صنعتین اور کاریگریان قوت سے کبھی فعل
مین نہ آئین غرض دنیا ایک عجیب ہُو حق کا عالم ہو۔

میرے بچّو اور حاضرین۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ ہمارا مقدس مذہب اسلام
ان تمام خرابیون سے پاک اور ان تمام عیوب سے بری ہی۔ اسلام کو تمام دنیا کے

مذہب ہی یہی تو برتری ہی اور اسکی سچائی کا یہی تو ثبوت ہی - کہ وہ بالکل خدا کی
بنائی ہوئی فطرت کے مطابق اور انسانی طبیعت کے موافق ہے نیز دُنیا کی ترقی
آبادی اور آراستگی کے مناسب تمام اصول اُسمین موجود ہین ذرا اور مذہبون پر
نظر ڈالو - اُن کے اُصولون پر غور کرو - اور پھر اُن کو اسلام سے ملاؤ - اور دیکھو کہ کون
مذہب انسان کی فطرت وطبیعت کے مطابق اور عقل سلیم کے موافق آزادی کی
حمایت کرنے والا اور دنیا کی ترقی کا محرک توہی ہی - عیسائیون کا یہ عقیدہ کہ خدا
اور یسوع مسیح اور روح القدس تینون ایک ہین اور ایک ہی تین ہین ہماری تو
سمجھ مین آجتک آیا نہین یہان متی کا سا تماشا معلوم ہوتا ہے - جسکو عقل سلیم
کسی طرح قبول نہین کرسکتی - اسی طرح یہودیون کا حضرت عُزیر پیغمبر کو خدا کا بیٹا کہنا
اور ہندؤن کا تینتیس کروڑ دیوتاؤن یعنی خداؤن کو ماننا پتھر کے بتون اور تلسی کے
درختون کی پوجا کرنا کیا عقل سلیم قبول کرسکتی ہی معاذ اللہ منہا - چھوٹا مُنہ بڑی بات
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا جیسی (جیسی نالائق) باتین یہ لوگ (خدا کی نسبت)
کہتے ہین اُن سے وہ پاک اور بالا تر ہے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ
شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا
بعض لوگ قائل ہین کہ خداے رحمان بیٹا رکھتا ہی - اے پیغمبر تم اُن سے کہدو یہ
تو ایسی سخت بات تم گھڑ کر لائے جسکی وجہ سے عجب نہین کہ آسمان پھٹ پڑین اور
زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑین کہ لوگون نے خداے
رحمان کا بیٹا قرار دیا -

اب ذرا ان مذہبون کے مقابل مین مذہب اسلام پر نظر ڈالو - پہلا اصول جسکو

حقیقی اسلام کہنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے یعنی اکیلا کوئی اُسکا شریک نہین نہ اوسکی ذات مین نہ اُسکی صفات مین نہ اُسکے استحقاق عبادت مین خدا کا ماننا انسان کی فطرت وطبیعت مین داخل ہے اِس لیے کسی دلیل اور بحث کی حاجت نہین کیا ہم بھوک اور پیاس کے لیے کوئی دلیل ڈھونڈا کرتے ہین حدیث مین آیا ہے ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ ہر ایک بچہ خدا کی بنائی فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے لیکن مان باپ اُسکو یہودی عیسائی یا مجوسی جو چاہتے ہین بناڈالتے ہین۔ دوسرا اُصول جو اسلام نے بتایا وہ یہ ہے کہ خدا نے دنیا کا جو قانون اور انتظام ٹھہرایا ہے اُسی قانون اور انتظام کے موافق جو مذہب ہو وہ ہی ٹھیک مذہب ہے اور اُسی کا نام اسلام ہی۔ قرآن پاک مین خدا فرماتا ہے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ خدا کی بنائی ہوئی فطرت جسپر انسان پیدا کیے گئے ہین اُس فطرت مین ردو بدل نہین ہوا کرتا یہ ہی دین کا مضبوط راستہ ہے لیکن اکثر لوگ علم نہین رکھتے۔ دوسری آیت مین فرمایا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اصل دین خدا کے نزدیک اسلام ہے۔ ان دونون آیتون کا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے جس فطرت پر انسان کو پیدا کیا ہے اُس فطرت کو قائم رکھنا اصل دین ہے اور یہ ہی دین اسلام ہے۔

میرے بچو اور حاضرین۔ اِس جگہ تمکو یہ بھی سمجھا دینا ضروری ہے کہ خدا نے جس قانون فطرت پر انسان کو پیدا کیا ہے اُس قانون کا عقلمندون اور عالمون کو ابھی بہت کم پتہ لگا ہے وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اور تم لوگون کو (اسرار الٰہی مین سے)

بس تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہی۔
ابھی تک جو کچھ معلوم ہوا ہی اُسکو یون سمجھو جیسے دریا کے مقابل مین ایک قطرہ۔ جن لوگون کو فطرت کے قانون کا کچھ پتہ لگ گیا ہے وہ بانی اسلام یعنی ہمارے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت ہمسے زیادہ کرتے ہین اور اسلام کو ایک طبعی مذہب جانتے ہین ۔ دوسرے لفظون مین یون سمجھو کہ وہ اسلام کی سچائی کا اس پیرایہ مین اقرار کرتے ہین اگر طوالت کا خوف نہوتا تو مین یورپین عالمونکی شہادتین یہان بیان کرتا۔ مگر افسوس اور نہایت افسوس کا مقام ہی کہ ہمارے اس زمانے کے اکثر لوگ بغیر سمجھے بوجھے یورپ کی تقلید مین بات بات پر لاز آف نیچر یعنی قانون فطرت کا لفظ بول دیتے ہین گویا اس زمانے کے سائنس و فلسفہ کا ہر ایک مسئلہ اور یورپین فلاسفرون کا ہر ایک قول قانون قدرت ہی۔ حالانکہ یہ بدیہی غلطی ہی۔ اسمین شک نہین کہ موجودہ فلسفہ اور سائنس نے بہت اعلی درجے کی ترقی کی ہی۔ اسکے مقابل مین اگلا فلسفہ و سائنس کچھ چیز نہین ہے۔ دونون مین اتنا ہی فرق ہی جتنا قیاس اور تجربے یا مشاہدے مین ہی لیکن کبھی کبھی انسان کا مشاہدہ اور تجربہ بھی غلطی کیا کرتا ہے جب تم تحصیل علم سے فارغ ہوگے اُسوقت خود تم پر یہ باتین روشن ہوجائینگی اسلیے تم پر لازم ہی کہ جب تک تم علوم مذہبی اور علوم مغربی سے اچھی طرح واقف نہوجاؤ ہرگز کسی بات کو جلدی سے قانون قدرت سمجھکر مذہب پاک اسلام کے مسئلے پر رائی زنی نہ کرو۔ نہ کوئی شبہ دلمین لاؤ۔ اسی طرح یہ بھی ضروری بات نہین کہ جو بات تمھاری عقل مین نہ آوے وہ خلاف عقل ہو شخصی عقل اور چیز ہی اور انسانی عقل اور چیز ہی۔ یہ شرف اور بزرگی مذہب پاک اسلام ہی کو حاصل ہی کہ وہ بالکل عقل انسانی کے مطابق ہے۔

میرے بچو اور حاضرین! انسان نام ہے دو چیزون کا جسم کا اور روح کا۔ جسم ایک کثیف چیز ہے جسکا تعلق مادے سے ہی اور مادے کا تعلق خدائے تعالی کی صفت خلق یعنی پیدائش سے۔ اور روح ایک لطیف چیز ہے جسکا تعلق بلا واسطہ خداوند تعالے کی صفت امر یعنی ارادے سے ہے۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی اے پیغمبر تم کہدو کہ روح میرے پروردگار کا ایک حکم ہے۔

روح کا ایک سرا تو ذات وصفات الٰہی سے ملا ہوا ہی اور دوسرا سرا اس جسم کثیف اور فانی سے۔

روح کا یہ تعلق جو ذات وصفات الٰہی سے ہے خود اس بات کو ظاہر کر رہا ہی کہ انسان کو خدا کی یاد مین مشغول رہنا اُسکے سامنے سر جھکانا اور اُسکی محبت کے رنگ مین رنگ جانا انسان کا روحانی فرض ہے۔ صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کسکا رنگ بہتر ہوگا۔

جو تعلق روح کا خدا کے ساتھ ہے وہ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی یاد تعریف اور دعا سے دل کو تسلی وتشفی اور روح کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اس لیے خدا نے فرمایا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سن رکھو خدا کی یاد سے دلون کو تسلی ہوا کرتی ہے۔

اسی بنا پر اسلام نے نماز یعنی خدا کے سامنے عاجزی کرنا ایک اہم فرض ٹھہرایا ہی۔ مگر اس سے یہ مراد نہین کہ رات دن آدمی مصلّی بچھائے مسجد مین ہر وقت پڑا رہے یا تسبیح کھٹ کھٹایا کرے اصلی نماز تو دل کی نماز ہے حدیث مین آیا ہے لَا صَلوٰۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ یعنی نماز کامل نہین ہوتی جب تک دل حاضر نہو اور خدا کی یاد مین ڈوبا ہوا نہو

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور جو ایمان والے ہین اُنکو سب سے بڑھکر گہری محبت خدا کے ساتھ ہوتی ہے - ایک بزرگ کا قول ہے دل بیار و دست بکار یعنی دل محبوب مین لگا ہوا ور ہاتھ کام مین لگا ہو -

نماز کے ظاہری ارکان مقرر کرنے اور پانچ وقت نماز فرض کرنے کی ضرورت اسی لیے پڑی کہ آدمی کو دنیا کے مشاغل مین یاد خدا سے غفلت نہو جائے جو تمام نیکیون اور انصاف اور امن و عافیت کی سرچشمہ ہے باین ہمہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آسانی پیدا کرنے اور تکلیف اور نقصان سے انسان کو بچانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا - حضور علیہ السلام دل کی پاکیزگی اور یاد الٰہی مین تو بے حد اہتمام اور سختی فرماتے تھے - لیکن ظاہری احکام کی پابندی مین آسانی کو مدنظر رکھتے تھے - یہی وجہ ہے کہ وضو مین آپ اعضا کو کبھی ایک ایک بار کبھی دو دو بار اور کبھی تین تین بار دھوتے جس زمین پر نماز پڑھتے وہین تیمم بھی کر لیتے آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کے لیے جہان نماز کا وقت آ جائے وہ ہی اُسکی مسجد ہے - البتہ مسجد مین جا کر نماز پڑھنا افضل ہی تا کہ مسلمان آپسمین ملتے جُلتے رہین اور اُن کے اتحاد اور قوت مین ترقی ہو - جوتا پہنے نماز پڑھنا آپ نے افضل بتایا ہے - جب آپ نماز پڑھتے تو مقتدیون کا لحاظ رکھتے -

آپ نے فرمایا ہے کہ دین مین آسانی کرو سختی نہ کرو اور جب امام بنو تو نماز ہلکی پڑھاؤ کیونکہ نماز مین کاروباری لوگ بیمار اور بوڑھے ہوتے ہین - کبھی کبھی آپ بغیر عذر بیماری اور سفر کے ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشا کے ساتھ ملا کر پڑھتے - حضرت ابن عباس سے لوگون نے پوچھا کہ آپ ایسا کیون کرتے تھے - انھون نے جواب دیا

کہ اُمت کی آسانی کے لیے تاکہ لوگون پر تنگی نہو عبادت کی خوبی اور جو مقصود عبادت
سے ہے اُسکے حق مین اس سے بڑھکر مضر کوئی چیز نہین کہ انسان عبادت سے
اُکتا جائے اور بیگار سمجھکر ادا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ دین آسان چیز ہے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا تم بھی آسانی اختیار کرو سختی
مت کرو۔

اسلام مین بعد نماز کے روزے کا حکم ہی۔ خداوند تعالی فرماتا ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمُ
الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لکھے گئے تم پر روزے جسطرح لکھے گئے تھے اُن
لوگون پر جو تم سے پہلے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جسطرح اور قومون نے مثل یہود اور نصاریٰ کے اپنے پیغمبر کی
پیروی مین روزے رکھے اُسی طرح تم بھی اپنے پیغمبر کی تبعیت مین روزے رکھو۔
اسکے بعد روزون کا فائدہ بیان فرمایا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

بہت سے لوگ ایسے ہین جو روزون کو مصیبت خیال کرتے ہین کچھہ تو
اس وجہ سے کہ وہ علم نہین رکھتے۔ اور روزے کے فائدے پر غور نہین کرتے اور
زیادہ اس وجہ سے کہ آجکل عابد زاہد مولویون نے اور بھی شرطین اور قیدین
لگا کر روزون کو ایک مصیبت عظمیٰ بنا دیا ہی۔ روزے کے فائدون سے توکسیطرح
انکار نہین کیا جا سکتا خصوصًا جو لوگ انسان کے نفس کا علم رکھتے ہین اور اُسکی
سرکشی سے واقف ہین وہ کبھی روزون کو غیر مفید نہین جان سکتے۔ اصل یہ ہی کہ
انسان ایک عجیب معجون مرکب ہی خدا کی مخلوقات مین نہ انسان سے بڑھکر کوئی
مخلوق ذی اختیار ہی۔ نہ انسان سے بڑھکر کوئی مخلوق عاجز و بےبس ہی۔ اسیطرح

انسان سے بڑھکر نہ کوئی مخلوق آزاد و سرکش ہے اور نہ انسان سے بڑھکر کوئی مقید اور محتاج اگر انسان کے اختیار پر نظر کرو تو دنیا مین وہ خدا کا نائب اور خلیفہ ہونیکا درجہ رکھتا ہے اور تمام مخلوقات پر ایک حد تک حکمرانی کرتا ہے پہاڑون کے پرخچے اُڑانا سمندر کو پاٹ دینا خونخوار درندون کو تابع حکم کر لینا۔ اُسکی عقل کے ادنی تصرفات ہین اور یہ باتین اُسکے بائین ہاتھ کا کھیل ہین۔ اب اسکو چھوڑ کر ذرا انسان کی عاجزی و بے لبسی پر بھی غور کرو کہ بات بات پر اُسکو تعلیم کی حاجت قدم قدم پر دوسرون کی امداد اور دستگیری کی ضرورت ہے۔ جب پیدا ہوتا ہے تو جانور کے بچہ سے زیادہ عاجز اور نادان ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کی آزادی اور سرکشی پر نظر ڈالو تو وہ اپنے مقابل مین کسی اپنے ہمسر کو یا اپنے سے بڑے کو نظر بھر کے دیکھنے کا روادار نہین۔ چاہتا ہے کہ ساری دنیا میری تابع فرمان ہو اور مین سب کا مالک مختار۔ جب انسان پر آزادی اور خود پرستی کا غلبہ ہوتا ہے تو معاذ اللہ خدا تک کی ہستی کو بھول جاتا ہے اور دہریون کی طرح کہنے لگتا ہے کہ لوگ تو کہتے ہین کہ خدا اسنے انسان کو پیدا کیا مگر حال یہ ہے کہ انسان نے خدا کو پیدا کیا ہے۔ اسی قسم کی خود پرستی کے نشہ مین فرعون بادشاہ مصر اپنی ایک محدود سلطنت کے برتے پر پکار اُٹھا تھا کہ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی مین ہون تمھارا بڑا پروردگار۔ اسی طرح کا دعوی نمرود نے کیا تھا جب اُسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھارا خدا کون ہے اُنھون نے جواب دیا کہ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ میرا خدا وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اُسنے کہا کہ یہ دونون صفتین تو مجھ مین بھی موجود ہین چنانچہ اُسنے ایک شخص کی بقصور گردن ماردی اور ایک قیدی واجب القتل کو رہا کر دیا۔ اُسوقت حضرت ابراہیم نے فرمایا

فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ میرا خدا تو
سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اُسکو مغرب سے نکال لا تب وہ حیران اور کھسیانا
ہوکر رہگیا اب اس ذکر کو چھوڑکر انسان کی قید اور حاجت مندی پر نظر دوڑاؤ اور اسباب
خارجی پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ نہ انسان سے بڑھکر کوئی قیدی اور نہ اُس سے بڑھکر
کوئی محتاج چارون طرف وہ اسباب مین جکڑا ہوا ہی۔ نہ اپنی زندگی ہی پر اُسکو کامل
اختیار ہی۔ نہ اپنی موت پر اُسکو دفع کرنے کی قدرت ہی۔ نہ تکلیف ہی سے وہ اپنے کو
محفوظ رکھہ سکتا ہی نہ غم و فکر سے اپنے کو بچا سکتا ہی۔ مان کا باپ کا اُستاد کا حاکم کا
شوہر کا سوسائٹی کا رسم و رواج کا قانون ملکی کا یہان تک کہ خود اپنی عقل کا محکوم
و غلام ہے۔ اس سے زیادہ بدتر یہ کہ اپنی قاذورات کا تابع و خادم ہے۔
غور کرنے کی جگہ ہے کہ ایک ہی قید اور ایک ہی غلامی آدمی کو دوبھر ہوا
کرتی ہی۔ اور زندگی تلخ کر دیتی ہی۔ چہ جائے کہ اسقدر پے در پے قیدین زنجیر پر
زنجیر طوق پر طوق بیڑی پر بیڑی اُسپر انسان کا یہ حال ہے کہ ایک ادنی جوش کی
تحریک پر وہ اپنے جامے سے باہر ہو جاتا ہے اور خدا کو اُسکی خدائی سے معطل کرکے
تمام کائنات کا خود مالک مطلق لاشریک لہٗ بنا چاہتا ہے کیا ایسے سرکش نفس کی
درستی اور اصلاح کے لیے سال بھر مین ایک مہینے کے روزے کا حکم سخت و گران
ہو سکتا ہی؟ ہرگز نہین مگر واہ رے خدا بیشک تُو خدا ہی۔ اسپر بھی تو اپنی مخلوق کو
تنگ پکڑنا نہین چاہتا۔ بچون بیمارون مسافرون اور ناطاقتون کے مراتب کا لحاظ
رکھکر تُو ان روزون مین بھی ہر طرح کی سہولت و آسانی چاہتا ہی۔ یہ اور بات ہے
کہ لوگ خود اپنی غلط فہمی سے یا اختلافات پیدا کرکے کسی چیز کو مشکل در مشکل بنالین

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ
مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ط فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ ط وَاَنْ تَصُوْمُوْا
خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وہ گنتی کے چند روز ہین اسپر بھی جو شخص تم مین سے بیمار
ہو یا سفر مین ہو تو وہ دوسرے دنون مین گنتی پوری کردے اور جنکو کھانا دینے کا
مقدور ہے اُن پر ایک روزے کا بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے اور جو شخص
اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے تو یہ اُسکے حق مین زیادہ تر بہتر ہے۔ اور سمجھو
تو روزہ رکھنا (بہرحال) تمھارے حق مین بہتر ہی۔ آگے چل کر خدا فرماتا ہی یُرِیْدُ
اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ز اللہ تمھارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے
تمکو سختی مین ڈالنا نہین چاہتا۔ اس آیت شریف مین یہ جو حکم ہے کہ جو صاحب مقدور
ہین وہ ایک روزے کے بدلے مین ایک محتاج کو کھانا کھلا وین اسکے بارے
مین علما کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ آیت قرآن شریف مین شامل تو
رکھی گئی ہے مگر اسپر عمل کرنا منسوخ ہو گیا۔ دوسرا گروہ علما کا کہتا ہے کہ اس آیت
پر عمل کرنا منسوخ نہین ہوا۔ بلکہ یہان لفظ یطیقونہ کے پہلے لا مقدّر ہے یعنی جو لوگ طاقت
نہین رکھتے۔ یہ حکم اُن بوڑھے پھُوس لوگون کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی بالکل
طاقت ہی نہین رکھتے۔ تیسرا گروہ محققون کا کہتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت
کوئی لفظ بلکہ ایک نقطہ بھی منسوخ نہین۔ نہ لفظاً نہ معناً اگر ہم قرآن مجید مین ناسخ و منسوخ
مانین تو کلام الٰہی کا اعتبار ہی اُٹھ جائے۔ اور دوسری قومون کو تحریف و تبدیل
اور شک و شبہ کرنے کا کافی موقع ہاتھ آئے۔ اسی گروہ کا یہ بھی قول ہی کہ یہ آیت

* یہان لا مقدّر ہے اس تکلّف کی کچھ حاجت نہین ۱۲

بوڑھے پھوس لوگون کے لیے نہین ہے نہ قرآن مجید مین اس بات کی طرف اشارہ ہے نہ قرآن کے مضمون سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے یہ حکم اگر ایسے بوڑھے پھوس لوگون کے لیے ہوتا جو بالکل طاقت روزہ رکھنے کی نہین رکھتے تو پھر آگے یہ جو حکم ہے کہ جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے یعنی روزہ رکھنا چاہے تو یہ اُسکے حق مین بہتر ہے یہ حکم بالکل فضول ہوا جاتا ہے۔ اُن کا قول ہے کہ اس آیت مین طاقت کا لفظ آیا ہے اور عربی زبان کے محاورے کے مطابق عربی مین دو لفظ ہین ایک لفظ وَسَعَ اسکے معنی ہین کسی کام کو آسانی پورا کرنا۔ دوسرا لفظ طاقت ہے اسکے معنی ہین کسی کام کو سخت تکلیف اُٹھا کر پورا کرنا چونکہ قرآن مجید مین یہی لفظ طاقت ہے پس اُسکے صاف اور صریح معنی یہ ہوئے کہ جن لوگون کو روزے مین بہت سخت تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہو وہ ایک روزہ کے بدلہ مین ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کرین اس لیے کہ جو عبادت اُکتا کر اور بیگار بھگت کر کی جاتی ہے وہ کچھ مفید نہین ہوتی نہ مقبول ہوتی ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو کلام پاک کی آیتون سے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ خداوند تعالے اپنے بندون کے ساتھ کسقدر آسانی چاہتا ہے۔ اور کسقدر اُسکو اپنے بندون کی آرام اور تکلیف کا خیال ہے۔ خدا کے حکم مین خلاف فطرت اور بیجا سختی کی کوئی بات نہین لوگ خود اپنے لیے آپ مشکلین پیدا کرلین تو یہ اُنکی خوشی خداوند تعالی اپنے رسول پاک کی مدح مین فرماتا ہے ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم اور جو احکام سخت کے بوجھ لوگون کے سرون پر لدے ہوئے تھے اور پھندے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے اُن سب کو ہمارے رسول اُمّی محمد دور کرتے ہین۔

میرے بچو اور حاضرین! تم اسلام کی خوبیون اور اُسکے طریقۂ عبادت یعنی

نماز اور روزے کے فائدون اور ضرورتون سے کسی قدر واقف ہو گئے۔ اب فرائض اسلام مین سے صرف دو باتین بیان کرنا باقی رہ گئین یعنی زکوٰۃ اور حج چونکہ اُنکے بیان کا یہ موقع نہین اسلیے اُنکے متعلق صرف اسی قدر کہدینا کافی ہے کہ زکوٰۃ انسان پر ایک قومی حق ہی۔ چونکہ انسان پر مال کی محبت غالب ہے اور وہ غلبۂ محبت مین اپنی قوم تک کو بھول جایا کرتا ہے جسکا وہ ایک فرد ہے اسلیے خداوند تعالی نے چالیس روپیہ کی مالیت پر جب کامل ایک سال گذر جائے ایک روپیہ قومی حق قرار دیا ہے تاکہ لوگون پر سختی نہو اور قومی حق ادا ہوتا رہے۔ ہمارے زمانے مین جو موجودہ طریقۂ خیرات ہے وہ بالکل خلاف شرع اور عقل ہی جس سے قوم کو بجاے فائدے کے نقصان پہونچتا ہی۔ خدا مسلمانون کو نیک توفیق اور عقل سلیم دے۔ فرضیت حج عمر بھر مین ایک مرتبہ ہے حج سے مقصود یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک وقت خاص پر باہم جمع ہو کر خدا کا ذکر کرین ایک دوسرے سے ملکر اپنے معلومات کو ترقی اور تجارت کو فروغ دین۔ فرائض اسلام کا ذکر تو ختم ہوا۔ اب مین اسلام کی اصلی غرض و غایت بہت مختصر الفاظ مین بتسے بیان کرتا ہون۔

خوب یاد رکھو کہ اصل دین نیک نیتی اور نیک عمل ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کی قدر و قیمت نیت سے ہی۔ اور دنیا کو عمدگی کے ساتھ برتنے ہی کا نام اسلام ہے۔ دنیا پہلے ہی اور آخرت پیچھے اِس لیے خدا نے ہمکو یہ دعا سکھائی ہے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا کی تمام بھلائیان عنایت کر اور آخرت کی تمام بھلائیان بھی عطا کر اور ہمکو اپنی آتش غضب سے بچا۔ مذہب پاک اسلام نے بندون کے حقوق کو خدا کے

حقوق پر مقدم لکھا ہی - حدیث شریف مین آیا ہی کہ قرض شہید پر سے بھی جو خدا کی محبت مین لڑکر
جان دیتا ہی معاف نہین ہوتا - چونکہ قرض بھی بندون کے حقوق مین داخل ہی اس لیے
خدا نے اُسکو اپنے حق پر مقدم لکھا - یہ حدیث ایک بڑی عبرت کا مقام ہی - افسوس ہی کہ
ہمارے زمانے مین لوگون نے بندون کے حقوق کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہی - گویا وہ داخل
دین نہین ہین حالانکہ اصل دین وہ ہی ہین اور حقوق خدا کو بھی بچون کا کھیل بنا رکھا ہی
لہذا ہم سب کو مل کر سب سے پہلے دنیا کے معاملات کو عمدہ طور پر برتنے کی کوشش
کرنی چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ خدا کے حقوق کو عمدگی کے ساتھ بجالانا چاہیے اور
اس بات کو اپنے دل مین گرہ دے لینا چاہیے کہ ہمیشہ نیک نیتی اور اچھے کامون ہی کا
انجام اچھا ہوا کرتا ہے تم دنیا کی تمام قومون کی تاریخین پڑھ جاؤ تم کو ایک قوم بھی ایسی
نہ ملیگی جسکو بغیر نیک نیتی اور بغیر عمدہ اخلاق پیدا کیے ترقی حاصل ہوئی ہو - خدا کا
قانون قدرت ہی کہ جس قوم کے اخلاق اچھے قابلیتین کامل او صلاحیتِ عدل و ملکداری
اُسمین پورے طور پر ہوتی ہی گو وہ قوم مسلمان نہو اور گو وہ قوم ان باتون کو خدا کا حکم و
اصل دین نجانتی ہو لیکن چونکہ وہ قوم خدا کی مرضی کے مطابق عمل کرتی ہی اسلیے خدا بھی
اُسکو دنیا مین کچھ عرصے کے لیے ہر طرح کی سرسبزی اور ترقی دولت وحکومت عطا فرماتا
ہی - جیسا کہ تم آجکل دوسری قومون کا حال دیکھ رہے ہو - خداے تعالے نے فرمایا ہی
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ہم زبور مین
نصیحت کے بعد لکھ چکے ہین کہ ہمارے بندون مین جو صلاحیتِ ملکداری رکھتے ہین
وہ زمین کی سلطنت کے وارث ہونگے - لیکن رفتہ رفتہ جب اُس قوم کے اخلاق مین
فتور آنا شروع ہوتا ہے اور نیک نفسی کی جگہ بدنیتی جڑ پکڑنے لگتی ہی تو انصاف ظلم سے

بدل جاتا ہی۔ بدافعالیان شروع ہوتی ہین۔ خیالات بگڑنے لگتے ہین نفسانی خواہشین غالب آنے لگتی ہین۔ بیمار کی طرح قوم کے جسم مین ضعف ترقی کرنے لگتا ہی۔ یہان تک کہ آخرکار وہ قوم رُسوا اور ذلیل ہوکر دنیا مین مفلسی کی بلا مین پھنستی ہی۔ اور آخرت مین عذاب الٰہی کی مستحق ٹھہرتی ہی جیسا کہ خدا نے یہودیون کی نسبت فرمایا ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ یس دی گئی اُن پر ذلت و محتاجی اور وہ خدا کے غضب مین آ گئے۔ اسی طرح اگلی قومون کی نسبت فرمایا ہی وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا جب ہمکو کسی بستی کا ہلاک کرنا منظور ہوتا ہے تو ہم اُسکے خوشحال لوگون کو حکم دیتے ہین پھر وہ اُس بستی مین نافرمانیان کرنے لگتے ہین پھر وہ بستی ہمارے حکم عذاب کی مستحق ہو جاتی ہی۔ پھر ہم اُس بستی کو مار کر تباہ کر دیتے ہین۔

میرے بچو اور حاضرین! اب مین اپنا مضمون اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خدای سُبحانہٗ تعالیٰ تمام مسلمانون کو نیک عمل کی توفیق دے۔ تاکہ سب مل کر قوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ذلت و افلاس اور بدبختی کے طوفان سے نکال کر پار لگائین اور اپنی نیک نیتی کے عمدہ نتیجون سے کامیاب ہون۔ خداوند تعالیٰ میرے بچّون کو بھی اس آیت کا مصداق کرے وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ہمنے دنیا مین بھی اُسکو اجر دیا اور آخرت مین وہ ہمارے نیک بندون مین ہوگا

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دلگداز پریس
عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی چھپائی اور پھر اُس کا وقت پر ملجانا غیر ممکنات
مین سے تصور کیا گیا ہی- اس کمی کو دیکھ کے دلگداز پریس نے چھپائی کا
نہایت اعلیٰ درجے کا انتظام کیا ہی- اور اس اہتمام کے ساتھ کہ جس تاریخ
کتاب کے مکمل چھاپ دینے کا وعدہ کیا جائے اُسی تاریخ دے دی
جائے- اس مطبع کو ایک خاص فوقیت یہ بھی حاصل ہی کہ مولانا محمد
عبدالحلیم صاحب سے اصلاح و مشورے اور تصحیح و ترمیم مین مدد مل سکتی ہی
شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے بھی بعض کتابین دی ہین- جن
صاحبونکو اپنی کتابین عمدہ اور جلد چھپوانا ہون فوراً اطلاع دین-
ملتمس- منیجر دلگداز- لکھنؤ